قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۝۵۷ یونس:۱۰

رمضان اور قرآن

ڈاکٹر بشریٰ تسنیم

فہرست

پیش لفظ	مسلم سجاد	۴
رمضان المبارک		۵
قرآن سے تعلق کا مہینہ		۱۳
خواتین اور رمضان		۱۹
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن		۲۸
شبِ قدر اور اعتکاف		۴۲
مایوس دلوں کے لیے اُمید		۵۴
عیدِ سعید: چند غور طلب پہلو		۶۳

❖❖❖

پیش لفظ

رمضان کا مہینہ آتا ہے تو زندگی کا رنگ ڈھنگ بدل جاتا ہے۔ معمولات تبدیل ہو جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کے تمام معاشروں میں نیکوکاری کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے گویا نیکیوں کا موسم بہار آجاتا ہے۔ ہر کوئی اس فکر میں ہوتا ہے اعمال حسنہ کا سرمایہ جمع کرلے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فیض یاب ہو، مغفرت پائے اور آتشِ جہنم سے آزادی حاصل کرے۔

اس ماحول میں جب ہر خاص و عام اس فکر میں ہوتا ہے، رمضان سے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس رمضان (۱۴۳۳ھ) میں منشورات جونئی مطبوعات پیش کر رہا ہے، ان میں سے ایک محترمہ بشریٰ تسنیم صاحبہ کا یہ مجموعہ ہے جس میں رمضان کے حوالے سے بہت مفید اور موثر تحریریں شامل ہیں۔ رمضان کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا اور نفس کی تربیت اور تزکیہ کرنا ہے۔ اس کام کے لیے دعائیں اور اللہ کی توفیق چاہیے، لیکن لازمی شرط اپنی ذاتی کوشش کی ہے۔ یہ نہ ہو تو انسان محروم رہ جاتا ہے۔ اس مجموعے کا ہر مضمون آپ کو اس کوشش پر ابھارتا ہے، تدابیر تجویز کرتا ہے۔

یقین ہے کہ حُسنِ نیت سے پڑھنے والے اس سے اپنی زندگی میں عملی تبدیلی لائیں گے اور رمضان کی مبارک ساعتوں کو بہتر انداز سے گزارنے میں کامیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کا سپاہی بنائے اور ہم دل و جان سے اس کی راہ میں شیطان کے پھندوں سے بچ کر جدوجہد کریں اور اس کی رضا حاصل کریں۔

رمضان المبارک

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے، اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔''

(البقرہ۲:۱۸۳)

روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کی صفت پیدا کرنا ہے۔ اگر پہلے سے تقویٰ ہے تو اس کو مزید نشو و نما دینا مقصود ہے۔ تقویٰ نو مسلم یا عامی مسلمان کے لیے جس قدر ضروری ہے، اتنا ہی ایک عالم یا ولی اللہ کے لیے بھی ضروری ہے۔ تقویٰ کی کوئی حد یا انتہا نہیں۔ موت کے آنے تک زندگی کے ہر لمحے میں اس کا ہونا لازمی امر ہے۔ قرآن پاک میں تقویٰ کا لفظ ۱۵ مرتبہ آیا ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات، سب کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس سے مشتق الفاظ متقین ۳۲ مرتبہ، متقون ۱۹ مرتبہ، یتق ۶ مرتبہ اور یتقون ۱۸ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ جنت میں داخلہ بھی تقویٰ سے مشروط ہے۔

مختصر الفاظ میں تقویٰ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے کوئی عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے خوف سے کوئی کام چھوڑ دینا، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نفس پہ جبر کرنا، اپنے ظاہر اور باطن کو بہتر سے بہترین بنانے کی پوری کوشش کرنا۔

رمضان المبارک میں تقویٰ پیدا کرنے کے دو واضح مقاصد ہیں۔

۱۔ گزشتہ مہینوں میں ہونے والی کوتاہیوں کا ادراک اور اصلاح کرنا۔

۲۔ آنے والے مہینوں کے لیے تعلیماتِ دین پر عمل کا جذبہ بیدار کرنا اور نیکیوں میں سبقت کے لیے تازہ دم ہونا۔

روزہ انسان کے باطنی رذائل کی اصلاح اور ظاہری اعمال و عادات کی نشوونما کا نام ہے۔ رمضان المبارک کا استقبال کرنے سے پہلے اپنا دل ٹٹول کر دیکھنا ہوگا کہ ہم روزے کی کون سی قسم رکھنے جا رہے ہیں۔ جس قسم کا روزہ رکھنے کی خواہش ہوگی، اسی قدر تقویٰ ہمارے اندر پیدا ہوگا۔

روزے کی تین اقسام ہیں۔ جب روزے کا تعین کر لیا جائے گا تو ظاہری و باطنی کیفیات بھی اس کا ساتھ دیں گی۔

(۱) عام/ رسمی/ انفرادی روزہ

اس کی تیاری کے لیے گھر کی صفائی، کچن میں خورد و نوش کی اضافی اشیا، سحری افطاری کے خاص اہتمام، نماز تراویح اور قرآن پاک کی تلاوت، فارغ وقت میں سونے، ٹی وی دیکھنے وغیرہ سے کام چل جائے گا۔۔۔۔ یہ ایک رسمی روزہ ہے، اس لیے بھی کہ اس میں صرف اپنی ذات کو اپنے یا اپنے گھر تک محدود کیا گیا ہے۔ یہ انفرادی روزہ ہے۔

عام یا رسمی روزہ سے تو عام سا تقویٰ یا رسمی تقویٰ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ اصلاح کی گنجائش ہے، نہ آئندہ کے لیے کوئی اُمید افزا صورت۔

(۲) خاص/ شعوری/ اجتماعی روزہ

کرنے کی بابت غور وفکر ہوتا ہے۔اس میں اپنے اردگرد کے لوگوں کی ضروریات کا خیال، اپنے شہر، محلّہ، وطن کے بارے میں کوئی فکر تو لاحق ہوتی ہی ہے، چاہے کچھ نہ کر سکتے ہوں۔ دُعاؤں میں خاص حصہ ہوتا ہے۔

شعوری/ خاص روزہ ہوگا تو تقویٰ کی صفت بھی شعوری انداز سے بڑھے گی اس سے ایک مسلمان کی شعوری سطح پر مسلمان بن کر چلنے کی تربیت ہوگی۔ فرد کی تربیت ہی اسلام کے نظامِ تربیت کی بنیادی اینٹ ہے بالخصوص جب یہ تربیت شعوری سطح پر ہوگی تو ایسے افراد کا مجموعہ ایک حقیقی اسلامی معاشرے کو وجود میں لانے کا باعث بنے گا۔

(۳) خاص الخاص روزہ/ امت مسلمہ کے جسد واحد ہونے کا احساس رکھتے ہوئے روزہ

دل ہر وقت قربِ الٰہی کے احساس کے ساتھ دھڑک رہا ہو۔ اسی احساس کو لے کر جب خون سارے جسم میں گردش کرے تو خون میں گردش کی طرح پھرنے والا دشمن یعنی شیطان اپنی جگہ نہ پا سکے......اور فکر، قول اور عمل تقویٰ سے مزین ہو رہے ہوں۔

رمضان المبارک پوری امت مسلمہ پر بیک وقت آتا ہے۔ یہ اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ میرا وجود پوری امت مسلمہ کے لیے باعثِ رحمت، موجبِ رونق اور سببِ زینت بن رہا ہے۔ جب ہر مومن اپنے روزے کے عمل سے اُمتِ مسلمہ کی تقویت کا باعث بنے گا تو پوری امتِ مسلمہ اجتماعی تقویٰ کے خوب صورت حصار میں ہوگی......اُمت مسلمہ میں اک نئی روح بیدار ہوگی اور وہ گزشتہ ہونے والے قصوروں کی تلافی کرنے اور آئندہ کی اصلاح کے لیے کچھ تو

جب ہم نے تعین کرلیا کہ کون سا روزہ رکھنا ہے، تو پھر ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک روزہ وہ ہے جو ہم شعور اور خاص جذبے سے رکھتے ہیں جو رمضان المبارک کے ساتھ منسوب ہے...... اور یہی روزہ ایک بڑے روزے کی تربیت کرتا ہے جو پوری زندگی پر محیط ہے، شعور کے ساتھ، پوری یکسوئی کے ساتھ، ہر لمحے تقویٰ کا حصول زندگی کا مقصد ہے۔ پوری زندگی کو قرآن پاک کے ضابطے کے مطابق بنانے کی جدوجہد...... قرآن کو پوری دنیا پہ نافذ کرنے کی جدوجہد......

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں......'' (بقرہ۲:۱۸۵)

ماہِ صیام کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ اس مقدس مہینے میں قرآن پاک نازل ہوا...... جس دن، مہینہ، شخصیت، کام سے قرآن کی وابستگی ہو جائے وہ اہم ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک اُس وقت اتارا گیا جب انسانیت سسک رہی تھی۔ انسان کو اپنا انسان ہونا ہی بھولتا جا رہا تھا...... روح کی بیماریوں نے اولادِ آدم کو صحت سے مایوس کر دیا تھا۔ روحانی وجود کے ارتقا کے لیے قرآن پاک آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نسخہ شفا بنا کر دیا گیا......

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

☆ قرآن ہدایت ہے، شفا ہے اور رحمت ہے مومنوں کے لیے (بنی اسرائیل ۱۷:۸۲)

گویا قرآن حکیم کے مطابق روزہ:

شفا ہے گزشتہ بیماریوں کے لیے، انسانیت کی بیمار روح کے لیے...... گناہوں کی بخشش

تقاضوں کا احساس دلائیں تا کہ روزے کی محبت ان کے دل میں جاگزیں ہو۔

بچوں کو روزہ رکھوانے کی مشق کروائی جائے۔ یہ مسلم والدین کی ذمہ داری ہے۔ عمر کے لحاظ سے بچوں کو روزہ رکھوایا جا سکتا ہے۔ اسکول جانے والے چھوٹے بچے اسکول سے آکر عصر سے مغرب تک مشق اور تربیت کی غرض سے آزمائشی روزہ رکھ سکتے ہیں حتیٰ کہ دو سال کا بچہ بھی افطاری سے چند منٹ پہلے خود کو روزے دار فرض کر سکتا ہے۔ بچوں کی تربیت کرنا اور ان کو افطاری کی خوشی میں شریک کرنا چاہیے۔ افطاری مغرب کی اذان سے ۱۵، ۲۰ منٹ پہلے تیار کر لینی چاہیے۔ تمام کاموں سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی کیا جائے۔ تمام اہل خانہ سمیت اجتماعی و انفرادی دُعائیں کی جا سکتی ہیں۔

سحری کے وقت چاہیے کہ خواتین اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف ہو جائیں۔ کام کاج کرتے ہوئے بھی اپنے رب کا ذکر کیا جا سکتا ہے اور سحری سے چند منٹ پہلے اٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کے قرب کی راہ ہموار کی جا سکتی ہے۔ بندے کا اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اللہ کو بے حد پسند ہے۔ توبہ استغفار سے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو دوسری طرف دُنیاوی پریشانیوں سے بھی نجات ملتی ہے۔ شب قدر کی تلاش ہر روزہ دار کی آرزو ہوتی ہے۔ اپنے قلب و روح، مزاج و انداز، فکر و عمل کو اپنے اللہ کے رنگ میں رنگنے کی جستجو اور کوشش جاری رہے تو یہ نعمت بھی ملنا ناممکن نہیں۔ خود پسندی اور تکبر اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے میں مانع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو اپنا قرب عطا

سالانہ منصوبہ بندی کیجیے

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ ہر عمل نیکی کے بیج سے پھوٹ کر پھل پھول لا رہا ہوتا ہے۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ بہار کس کے لیے ہے؟ کس کی زندگی میں؟ آخر کس شخص نے رمضان کی برکتوں وسعاتوں کے برگ وبار سمیٹے؟ گذشتہ پورے سال میں اپنے دل میں نیکیوں کے بیج بوئے ہوں گے تو موجودہ موسم بہار میں لازماً رنگینی بہار نظر آئے گی۔ دلوں میں ایمان اور نیکیوں کے بیج بو کر ان کی جس قدر آبیاری کی جائے گی، اسی قدر اس بہار کے جوبن اور شباب کا رنگ چوکھا ہوگا۔ اگر اس رمضان میں ثمر بار شجر اور پھولوں کی مہکار نظر نہیں آ رہی تو اس کی تلافی ممکن ہے۔ ابھی اور آج ہی سے وہ بیج بو لیے جائیں۔ دل کی زمین کو زرخیز کریں اس لیے کہ دل کی زمین جتنی زرخیز ہوگی پھل اسی کثرت سے اور خوب تر آئے گا۔

رمضان المبارک تو نیکیوں کا سالانہ میلہ ہے جس کے تین حصے بنا دیے گئے: رحمت، مغفرت اور آتشِ جہنم سے رہائی۔ ہر کوئی اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ وصول کر رہا ہے۔ جو محروم رہ گیا، وہ نہ جانے دوبارہ اس میلے میں شریک ہو سکے گا یا نہیں؟ نیکیوں کی سیل لگی ہوئی ہے۔ کم دام دے کر زیادہ اور بیش قیمت چیزیں خرید لو۔ نفل نیکی کا فرض کے برابر اور فرض کا ۷۰ فرض کے برابر ثواب۔ رحمت خداوندی جوش میں ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اس سے اکتساب فیض کر سکیں۔

رمضان المبارک ہمارے لیے سالانہ امتحان کا سا درجہ رکھتا ہے۔ جنت اور رضائے الٰہی ہمارا مقصود ومطلوب ہے۔ یہی ہماری منزل ہے۔ اس منزل کو پانے کے لیے ہم درجہ بہ درجہ اُوپر کی طرف جا رہے ہیں، یا نیچے کی طرف جا رہے ہیں، یا تو اپنے رب سے قریب ہو رہے ہیں، یا

[illegible]

اسے کیسے آگے پھیلانا ہے؟ قرآن وحدیث کی تعلیم کا نصاب بنانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن پیدا کرنا اور خوب سے خوب تر کی تلاش کرنا کیسے ممکن ہے؟

گھر کی کون سی چیزیں ضروری خریدنا ہیں اور کن کے بغیر گزارا ہو جائے گا۔ اپنے بچوں کے لباس اور دیگر مشاغل میں سادگی کا عنصر کتنا بڑھایا جا سکتا ہے۔ کون سی اخلاقی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنی اور کون سی برائیاں چھوڑنی ہیں؟ اس بابرکت مہینے میں جو بھی منصوبہ بنایا جائے گا اس میں اللہ کی رحمت شامل ہوگی۔ نتیجتاً زندگی ایک منظّم انداز اور تشکر واطمینان کے احساس کے ساتھ بسر ہوگی۔ آیندہ رمضان اگر نصیب ہوگا تو گذشتہ برس کے رمضان المبارک میں کی جانے والی منصوبہ بندی اور دیگر مبارک مساعی کے ثمرات اپنے صحیفۂ حیات میں پہلے سے موجود ہوں گے۔

رمضان کا پیغام

روزوں کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ تقویٰ دل کا چراغ ہے۔ عبادت اس چراغ کا تیل ہے۔ تیل ہوگا تو چراغ روشن ہوگا۔ اس چراغ کی روشنی باطن کو منور کرتی ہے، ظاہر کو حسن بخشتی ہے۔ مضبوط قوت ارادی کے ذریعے خواہشات وجذبات کو قابو میں کر لینے کا نام ضبطِ نفس ہے۔ یہ ضبطِ نفس ہی اصل میں پرہیز گاری اور تقویٰ ہے۔

انسان کی خواہشات اور جذبات اعتدال کی حدود سے آگے گزر جائیں تو اس سے برائی سرزد ہوتی ہے۔ خواہشات کی یہ خصوصیت ہے کہ جب ہم انھیں پورا کرتے چلے جائیں تو یہ

پیٹ کے روزے سے مومن کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ جب اپنی قوت ارادی سے بھوک، پیاس اور نفسانی خواہشات پر قابو پایا جا سکتا ہے تو دیگر خواہشات اور اعضا اور فکر و عمل پر پابندی لگانا اور ان پر قابو پانا تو نسبتاً زیادہ آسان ہے۔ دُنیا میں اکثر جرائم اور اخلاق رذیلہ کی بنیاد پیٹ ہے۔ جس نے اس پر قابو پالیا وہ دیگر روحانی مدارج کو طے کرنے کے لیے اپنے آپ کو کامیابی کی راہ پر گامزن سمجھے۔

❖❖❖

باطل طریقوں سے مال نہ کھاؤ

لین دین اور باہمی معاملات کے لیے بھی رہنمائی دی گئی ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ (النساء ۴:۲۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دُوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے۔

اقتصادی راہنمائی کا ایک واضح مدلل ٹھوس نکتہ بتا دیا گیا:

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرۃ ۲:۲۷۵)

اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

سود کے بارے میں اتنے واضح احکامات ہیں کہ فرمایا ہمیشگی ہے آگ کے عذاب کی۔

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ ۲:۲۷۵)

اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے، وہ جہنمی ہے۔ وہ وہاں ہمیشہ رہے گا۔

معاشرتی تعلقات

باہمی تعلقات اور حقوق العباد کے ضمن میں قرآنی تعلیمات کیا ہیں؟ آیئے رب کریم کے بعد انسان کے سب سے بڑے محسنین یعنی والدین کے متعلق ہدایاتِ خداوندی پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ

قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمھارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انھیں اُف تک نہ کہو، نہ انھیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، اور دعا کیا کرو کہ "پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح انھوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا"۔

والدین خود اپنے بارے میں اور اپنی اولاد کے متعلق کیا نظریہ، رویہ، سوچ اور فکر رکھیں:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحریم ٦٦ : ٦)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

میاں، بیوی کے تعلقات کو بہترین رکھنے کے لیے قرآنی نسخہ کیا ہے؟ ایک دوسرے کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے...... اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک ہی مثال دے کر آسان راہ بتا دی۔ ازدواجی زندگی میں سکون وطمانیت حاصل کرنے کے لیے ارشاد فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ (البقرة ٢ : ١٨٧)

وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو۔

لباس کی ایک دوسرے کے لیے تشبیہ میں ہر وہ نکتہ موجود ہے جو دونوں کے قرب، محبت، زینت اور اعتماد میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اس سے بہتر مثال ممکن ہی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کو جس طرح مخلوق پہ فوقیت ہے اس کے کلام پاک کو بھی دنیا والوں کے کلام پہ فوقیت حاصل ہے۔

سوسائٹی اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات کے لیے اگر کوئی آسان نکتہ ہے تو وہ قرآن

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (البقرة ۲:۲۷۹)

نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

انسانوں کے اس معاشرے میں تلخیاں آنا، ایک دوسرے سے رنجش ہو جانا یقینی ہے باہمی تعلقات کی تلخی کو مٹھاس میں تبدیل کرنے کے لیے قرآن پاک کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہم سے مخاطب ہیں:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ٥ (حٰمٓ السجدة ۴۱:۳۴)

اے نبیؐ، نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اُس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

مشکلات ومصائب میں رویہ

مشکلات ومصائب میں کس سے اور کس طرح مدد مانگیں؟ صبر وثبات کی کیا اہمیت ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا گیا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرة ۲:۱۵۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسلامی حکومت کے کام

اقتدار ملنے پر ایک سچے مومن کا اپنے دائرہ اختیار میں طرزِ عمل کیسا ہو؟ اس کے متعلق

قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (الحج ۲۲:۴۱)

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

بہترین اسوہ

مسلمان اپنی زندگی میں نمونہ کس کو بنائیں؟ اس کا جواب ملاحظہ کیجیے اور عمل کے لیے کمربستہ ہوجائیے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۳۳:۲۱)

درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

خالق سے تعلق کی نوعیت

ایک مسلمان کا اپنے خالق و مالک سے محبت و تعلق کا انداز کیا ہو اور اسے اپنے پروردگار سے کس درجے محبت ہو؟ اس سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (البقرۃ ۲:۱۶۵)

ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

جس سے بھی محبت ہو، بس اللہ تعالیٰ کی محبت سے کم رہے۔ شدید محبت کی حق دار تو اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ البتہ امت مسلمہ کے دشمن کو دشمن سمجھو اور اس سے دشمنی کا ہی رشتہ رکھو۔

مایوس دلوں کے لیے اُمید

اپنے رب کی عنایات کو پہچاننا ہو تو اپنی ذات کا عرفان ضروری ہے۔ اپنی ذات کا عرفان یہی ہے کہ اپنے مقام و مرتبہ سے نہ گرا جائے، مایوسی کے اندھیروں میں گم نہ ہوا جائے۔

اللہ رب العزت نے اپنی تقوِمِ احسن کی حامل تخلیق، حضرتِ انسان کو، اس کے مرتبہ و مقام پر قائم رہنے کے بہت سے گر سکھائے اور اس مقام و مرتبہ سے ۔گر جانے سے پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرنے کے انتظامات بھی فرمائے یعنی انسان کا ضمیر، جو اس کا فطری استاد ہے اور انبیاء کو مبعوث فرمایا جو حق و باطل، سچ اور جھوٹ، نفع و نقصان کی حقیقت سے آگاہ کرتے تھے۔ انسان کے ازلی دشمن شیطان کی شخصیت کو اُجاگر کیا، اس کے ہتھکنڈوں، چالوں سے آگاہ کیا۔ انسان کی کمزوریوں کی وضاحت کی کہ جس کو نشانہ بنا کر اُس کا دشمن اس پہ حاوی ہو سکتا ہے۔

قصہ تخلیقِ آدمؑ میں ایک کردار شیطان یا ابلیس تھا جس کے رویے، ردعمل اور نافرمانی، آدمؑ سے حسد، جھوٹی انا، تکبر نے اسے ''ابلیس'' بنا دیا۔ اب قیامت تک آدمؑ کی اولاد اور ابلیس ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے۔

مایوسی کا احساس کسی کو انسان بھی پست ہمت بنا دیتا ہے، پھر انتقامی رویہ اس کا مزاج بن جاتا ہے۔ حسد اور تکبر کا بھی یہی نتیجہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جا بجا ارشاد فرمایا کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے، تم دونوں ایک دوسرے کے ازلی دشمن ہو۔ تفہیم القرآن جلد اول میں مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

''یعنی انسان کا دشمن شیطان اور شیطان کا دشمن انسان۔ شیطان کا دشمن انسان ہونا تو ظاہر ہے کہ وہ اسے فرمانبرداری کے راستے سے ہٹانے اور تباہی کے راستے پر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ رہا انسان کا دشمن شیطان ہونا تو فی الواقع انسانیت اس سے دشمنی ہی کی متقاضی ہے۔ مگر خواہشاتِ نفس کے لیے جو ترغیبات وہ پیش کرتا ہے ان سے دھوکا کھا کر آدمی اسے دوست بنا لیتا ہے۔ اس طرح کی دوستی کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتاً دشمنی، دوستی میں تبدیل ہوگئی ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دشمن، دوسرے دشمن سے شکست کھا گیا، اس کے جال میں پھنس گیا۔''

''ابلیس'' چونکہ خود رحمتِ خداوندی سے مایوس ہو چکا ہے، راندۂ درگاہ ہو چکا ہے، اب انسان سے دشمنی اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اسے بھی اللہ کی رحمت سے مایوس کر دے۔ کسی بھی انسان کا خیر سے مایوس ہونا اُس کا خود کو زندہ در گور کر دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت زمین و آسمان اور ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو کافر ہی مایوس ہوتے ہیں...... انسان اگرچہ وہ مسلم و مومن نہ ہو، جب تک مایوسی سے دور رہتا ہے زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔ اگر وہ مومن و مسلم ہو تو اس کے لیے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھائی کی امید رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے مومن ہر قسم کے نشیب و فراز میں معتدل و متوازن شخصیت کا حامل بن کے رہتا ہے۔ نہ مایوس ہوتا ہے نہ متکبر بنتا ہے۔ آج ہم

مایوس کردار (شیطان، ابلیس) اپنی مایوسی کا انتقام ہر طبقے کے مسلمان سے، انفرادی و اجتماعی طور پر لے رہا ہے...... خیر سے مایوسی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی، مثبت تبدیلی سے مایوسی، نیکی پر کار بند رہنے سے مایوسی، زندگی کی اعلیٰ اقدار کے دنیا میں بار پانے سے مایوسی، اپنی کوششوں کی کامیابی سے مایوسی۔

ہر طرف مایوسیوں کا دھواں پھیل رہا ہے۔ معاشرتی رویے، معاشی تگ و دو، زندگی کی گاڑی کھینچنے کی سکت، سانس کی آمد و شد بھی مایوسی کا پیغام دیتی نظر آتی ہے۔

جب مومن پریشان ہوتا ہے تو شیطان خوش ہوتا ہے۔ مومن مایوس ہوتا ہے تو وہ خوش و مطمئن ہوتا ہے...... مایوسی جس نہج کی بھی ہو بہر حال ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حاکمِ مطلق اور قادر مطلق ہونے کی نفی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ سے انکار چاہے قول سے ہو یا عمل سے یا رویے سے، یہ کفر ہے۔ شیطان کی انسان سے یہی تو جنگ ہے کہ وہ مومن کو اللہ تعالیٰ سے دور کرنا چاہتا ہے کہ ۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

ایک ڈوبنا نہیں چاہتا اور دوسرا پر عزم ہے کہ ڈبو کر ہی چین آئے گا...... اس کشمکش سے کسی کو مفر نہیں کہ یہی ''امتحان'' ہے۔

آج ہم جس ''ہتھیار'' سے ابلیس کے ہاتھوں گھائل ہو رہے ہیں، شیطان کے جس طریقہ واردات سے ہم خود کو کمزور و ناتواں محسوس کرتے ہیں اس سے آگاہی لازمی ہے اور وہ

قوم کو مایوس کرنے میں ابلیس اور اس کے کارندے پیش پیش ہیں، جن میں میڈیا سرفہرست ہے۔

قوم کو بیدار کرنے، مایوسی کے اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے کے لیے کیا کرنا چاہیے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلی بات اپنے دشمن کو دشمن ہی جاننا اور اس کی چالوں کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرنا ہے۔ ہم اپنے حریف کو ناخوش کرنے کے لیے وہ کام کرتے ہیں جس سے اُس کو تکلیف ہو، مایوسی ہو، ہماری ایمانی کیفیت کی مضبوطی سے شیطان کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت اچھی امیدیں رکھتے ہیں تو وہ ناخوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ جتنا اچھا گمان رکھیں گے شیطان کو اتنی ہی تکلیف ہوگی۔ ''مومن نیکی کر کے دل میں تسکین محسوس کرتا ہے تو شیطان کو اس سے تنگی محسوس ہوتی ہے۔''

اس طرح ہر عبادت، خلوص نیت سے کی گئی ہر نیکی چاہے وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے اجر کی توقع میں کی جاتی ہے تو شیطان کو رنج پہنچتا ہے۔ وہ اپنے رنج کو دور کرنے کے لیے مومن کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ ان وسوسوں کی وجہ سے جب انسان اپنے اعمالِ صالحہ کے بارے میں متردد ہوتا ہے تو شیطان کا دل خوش ہوتا ہے۔

آیئے! اس رمضان المبارک میں اپنے ازلی دشمن کا دل جلانے کے طریقے تلاش کریں۔ ہم اپنا دل خوشی اور اطمینان سے بھرلیں، تسکینِ قلب حاصل کریں اور شیطان کو خوش ہونے کا موقع نہ دیں۔ آج جس مایوسی بھرے معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں، اس میں امیدوں کے

تقویٰ کے لفظ کا مادہ وق ی ہے۔اس کے معنی ہیں:
کسی چیز کو سنبھال کر رکھنا،اس کی حفاظت کرنا،خطرے سے بچانا۔گویا اتقیٰ کا مطلب ہے اپنے آپ کا اور بھی زیادہ خیال رکھنا،زیادہ حفاظت کرنا،مثلاً (اتقی المطر) سے مراد ہے بارش سے بچنے کی تدبیر کرنا۔

عربی کا لفظ ''تقویٰ'' عبرانی زبان کے لفظِ تقواہ (Tikvah) سے کافی مماثلت رکھتا ہے۔جس کے معنی ''امید'' کے ہیں۔

آئیے ہم عہد کریں کہ اس سال رمضان المبارک میں ہمیں اپنے آپ کو مایوسی کے خطرے سے بچانا ہے،شیطان کی مایوس کرنے والی چالوں، وسوسوں سے محفوظ رکھنا ہے اور امید کا دیا روشن رکھنا ہے تا کہ ہمارا دشمن مایوس، غم زدہ اور شکست خوردہ ہو جائے۔

پاکستان اور امت مسلمہ دونوں جس قسم کے حالات سے نبرد آزما ہیں اس پر ہر حساس دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔زندگی کا ہر پہلو اندھیروں میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ہمیں ہر طرح سے اپنا بچاؤ کرنا ہے، وہ دنیا کا عذاب ہو یا آخرت کا، شیطان کی چالیں ہوں یا اپنے نفس کی کمزوریاں۔

ہر فرد اگر ملت کے مقدر کا ستارہ ہے تو پھر ہر ستارہ اپنی روشنی کو بجھنے کیوں دے! جب ہر ستارہ روشن ہو جائے گا تو کائنات کے افق پہ روشنی ہی روشنی ہو جائے گی۔ہم اپنے آپ سے عہد کریں کہ اپنی ہر معمولی سی نیکی کو بھی اپنے لیے وجہِ راحت جاں بنانا ہے۔مومن کو نیکی اگر خوش کرتی ہے تو وہ مومن ہے۔برائی کر کے اس کا دل اگر اداس اور پریشان ہوتا ہے تو وہ مومن ہے (زادراہ)۔ہم بڑے بڑے کام نہیں کر سکتے تو اپنے دشمن شیطان کو ذرا سا غم تو پہنچا ہی سکتے ہیں۔رمضان المبارک کا استقبال، چاند نظر آنے کی خوشی اس مہم کا پہلا مرحلہ ہے۔ذرا ہمیں

گئی..... آپ کے لیے رحمت کا باعث بنے گی۔ اللہ کی رحمت کی برستی برکھا کے احساس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ اللہ کی رحمت کی بارش سے ایمان کی بنجر اور مُردہ زمین زرخیز اور بارآور ہو جاتی ہے۔ شیطان مردہ دلوں میں بستا ہے۔ زندہ دل ایمان کی تازگی رکھتے ہیں۔ تازگی اور بشاشتِ ایمان رب کائنات کا قرب عطا کرتی ہے اور رحمان کی محبت کا سرور، شیطان کا منہ چڑاتا ہے۔ وہ اپنے سر میں خاک ڈالتا ہے، اپنے حربوں میں ناکام ہونے پر جل بھن جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے ہر عشرے کو احساسِ زندہ کے ساتھ گزار دیں گے تو عروجِ آدم خاکی کے طنطنے سے ہر طرف لرزہ طاری ہونے لگے گا۔ مغفرت کا عشرہ ہماری مایوسی کو مزید ختم کرنے کا باعث ہوگا۔ وہ رب رحیم ہے، ہمارے اعمال کی کمی کوتاہی کو اپنے کرم وفضل سے ڈھانپ دے گا اور پھر آگ (جو شیطان اور اس کے پیچھے چلنے والوں کا ٹھکانہ ہے) سے ہمیں نجات مل جائے گی۔

رب کائنات کے حضور انفرادی نیکیوں کے قبول ہو جانے کی استدعا پیش کرتے ہوئے قوم کی اجتماعی نیکیوں کو بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی نیکیوں کا حوالہ دے کر رب سے مناجات کرنا، مشکل گھڑی دور کرنے کی التجا کرنا، ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے۔ اپنے انفرادی گناہوں کی معافی مانگنے کے ساتھ قوم کے گناہوں کی معافی بھی مانگنا ہم سب پر واجب ہے کہ ہم بھی اس قوم کا حصہ ہیں۔ کوئی نہیں جانتا نیکیوں کے پلڑے میں کسی ایک نیکی سے وزن بڑھ جائے۔ ہم کیوں نہ اپنے حصے کی نیکیاں قوم کی فلاح کے پلڑے میں ڈالتے جائیں۔ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں جو انسانیت کے لیے رحمت کا باعث بنتے ہیں اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم پر عذاب کو ٹالتا رہتا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اپنے رب کی عنایات کو پہچاننا ہو تو اپنی ذات کا عرفان ضروری ہے اور اپنی ذات کا عرفان یہی ہے کہ اپنے مقام و مرتبہ سے نہ گرا جائے، مایوسی کے اندھیروں میں گم نہ ہوا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ (الزمر ۳۹:۵۳)

''اے نبی کہہ دو، اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ غفور الرّحیم ہے۔

بے شک ہمارا رب نیکی کی قدر کرنے والا، اس پر ہماری توقعات سے زیادہ اجر عطا فرمانے والا ہے۔ وہ ''شب قدر'' جیسی رات عطا کر کے اپنے بندوں کو اپنی عنایات اور انعامات سے مالا مال کرنے والا ہے۔ وہ نفل کو فرض اور فرض کا ستر گنا ثواب عطا کر کے ہمیشہ حوصلے بڑھانے والی ذات ہے۔ دلوں کو زندہ رکھنے کے لیے قرآن پاک جیسی نعمت عطا کرنے والی مہربان ذات ہے۔ بلکہ یہی تو وہ چیز ہے کہ جس کی خوشی دیگر سب خوشیوں پہ حاوی ہے۔ ہر روز اس کلام کو پڑھنا، سننا، سمجھنا، یاد کرنا، عمل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ایک مردِ مومن کی ذمہ داری ہے۔ خوشیوں کا ایسا لازوال خزانہ مومنوں کے پاس ہے جس کی کوئی مثال پوری دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ جس انسان اور جس قوم کے پاس اتنی عظیم دولت ہو وہ کیسے دوسروں سے زیر ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کا احساس و ادراک کرنے کی ہے۔

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دو بارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کُہن کا چارہ

عیدِ سعید: چند غور طلب پہلو

اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان المبارک کو پانے کا موقع عطا فرمایا اور اس میں مقدور بھر نیکی کمانے اور روزے کا اجر وثواب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مبارک باد کے مستحق ہیں وہ سب روزہ دار جنھوں نے قرآن پاک سے منسوب اس ماہ مبارک میں قرآن کا فہم حاصل کرنے کی کوشش بھی کی۔ روزہ داروں کی کوششوں کو اللہ تعالیٰ رحمت خاص سے نوازتا ہے اور قرآن پاک کا فہم اور روزوں کی سعادت پانے والوں کی خوشیوں میں ایک اور اضافہ عیدالفطر کا دن ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر قوم کے لیے عید اور خوشی کے دن ہیں اور آج، یعنی اختتامِ رمضان پر ہماری عید کا دن ہے''۔ نبی اکرم محمد ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا: ''تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے۔ اب خدا نے تم کو ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں، یعنی: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔

○ **شبِ عید**: عیدالفطر کی رات کو فرشتوں میں سے خوشی دھوم مچ جاتی ہے۔ اللہ رب العزت ان پر جلوہ آرا ہوتے ہوئے دریافت کرتے ہیں: بتاؤ، مزدور جب اپنی مزدوری پوری کر چکے تو اس کی جزا کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: اسے پوری پوری اُجرت ملنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دونوں عیدوں کے موقع پر شب بیداری کرے گا، نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ تو اس بندے کا دل اس دن نہیں مرے گا، جس دن (یعنی روزِ قیامت) اوروں کے دل مُردہ ہو جائیں گے (ابن ماجہ)۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو ان پانچ راتوں کو جاگے گا تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی: ۱- ذی الحجہ کی آٹھویں رات ۲- ذی الحجہ کی نویں رات ۳- ذی الحجہ کی دسویں رات ۴- عید الفطر کی رات ۵- شعبان کی پندرھویں رات۔

○ **چاند رات**: یہ رات ہمارے معاشرے میں ایک خاص قسم کا تاثر رکھتی ہے جس میں خوشی و مسرت اور دوستوں، رشتہ داروں کی ملاقاتوں پر دلی خوشی کا احساس پایا جاتا ہے۔ وہ رات جس کو ’انعام کی رات‘ کا نام دیا گیا وہ گھروں، بازاروں میں ’قید سے نجات‘ کا تاثر دیتی ہے۔ لگتا ہے ماہِ صیام کے دوران جکڑے ہوئے تمام شیطان اپنے لاؤلشکر اور تمام تر ہتھیاروں، چال بازیوں کے ساتھ مسلمانوں کے گھروں، محلوں، بازاروں پر پل پڑے ہیں۔ عید کا چاند نظر آتے ہی نہ ذہن پہلے جیسے جگمگاتے ہوئے لگتے ہیں نہ دلوں میں رمضان کا سا نور کا سماں ہوتا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا فحاشی و بے حیائی کے علم بردار بن کر سامنے آتے ہیں۔ گویا کہ شیطان کی فوجیں حملہ کرنے کو تیار بیٹھی تھیں۔ اور اب ذہنوں، دلوں اور نظروں کو گندگی اور نجاست سے آلودہ کرنے کا حکم آ گیا۔ کتنے نادان ہیں ہم کہ سارا ماہِ مبارک جتنی مزدوری کی وہ ضائع کر دی۔ بازاروں میں شیطان خوب کھیل کھیلتا ہے۔ مردوں اور عورتوں سے حیا، پاکیزگی، حرمت، غیرت دبے پاؤں رخصت ہو جاتی ہے۔ چاند رات میں بازاروں کی رونق دیکھنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ مسلمانوں میں رمضان المبارک کے کچھ اثرات رہ گئے ہیں۔

کیا کرنے میں مصروف ہوں گے۔ کیا ہم دنیا کی چیزوں کی طلب میں اُخروی انعام کو بھول جاتے ہیں؟ کیا ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت اور خصوصی انعام کی اہمیت نہیں ہے؟ عید کی تیاری کے سب مراحل اگر پہلے پورے کر لیے جائیں تو اس مقدس، عظیم رات کے ایک ایک لمحے سے بخوبی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

○ **عید کا دن**: ترغیب منذری میں لکھا ہے کہ: ''عید کی صبح کو اللہ تعالیٰ بہت سارے فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کو شہروں میں بھیجتا ہے۔ وہ گلی کوچوں، راستوں میں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں جن کی پکار کو انسان اور جنات کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اُمت محمدیہ کے لوگو! تم اپنے رب کریم کی طرف نکلو، جو بہت انعام دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جب روزے دار عیدگاہ میں پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے: ان مزدوروں کا کیا بدلہ ہونا چاہیے جنھوں نے اپنے کام احسن طریقے سے انجام دے دیے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اے ہمارے آقا! ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ رہو، ان کے رمضان کے روزوں اور نماز کی وجہ سے میں ان سے خوش ہو گیا اور ان کو بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم مجھ سے مانگو میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس اجتماع میں دنیا و آخرت کی جو کچھ بھی بھلائی مجھ سے مانگو گے میں تمھیں دوں گا اور تمھارا خصوصی خیال رکھوں گا، اور جب تک میری ناراضی سے ڈرتے رہو گے تمھاری خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر کرتا رہوں گا اور مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم ہے! نہ تمھیں رسوا اور ذلیل کروں گا اور نہ مجرمین کے سامنے تمھاری رسوائی ہونے دوں گا۔ تم سب کو میں نے معاف کر دیا۔ تم نے مجھے راضی کرنے کی کوشش کی،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکوۃ الفطر فرض ہے جو لوگوں کو ان گناہوں سے پاک کرے گی جو رمضان میں روزے کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ سرزد ہوئے۔ جو نماز عید سے قبل ادا کرے گا اس کی زکوۃ الفطر قبول ہوگی۔ جو عید کی نماز کے بعد ادا کرے گا تو اسے صدقہ وخیرات کا ثواب مل جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں ایک آدمی بھیج کر یہ اعلان کرایا کہ: ''آگاہ ہو جاؤ، صدقہ فطر ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد، غلام چھوٹے بڑے پر واجب ہے''۔ (ترمذی)

جو لوگ زکوۃ لینے کے مستحق ہیں وہ صدقۂ فطر لینے کے بھی مستحق ہیں۔ گھر کا سربراہ اپنے گھر کے ہر فرد کی جانب سے صدقۂ فطر ادا کرے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ بچہ اگر ایک دن کا بھی ہو تب بھی صدقۂ فطر دینا ہوگا۔

عید کی صبح اُٹھ کر روزمرہ کی ضروریات سے فارغ ہو کر عید کی نماز کے لیے تیاری کرنا واجب ہے۔ اگر اس دن حسبِ عادت رمضان المبارک کی طرح سحری کے وقت اُٹھے اور نماز تہجد ادا کرے، تو اس طرح انسان اپنے رب سے مزدوری لینے کی رات اور ان مبارک ساعات کو اپنے لیے توشۂ آخرت بنا سکتا ہے۔ شبِ عید کی بہت فضیلت ہے۔ جو عید کی رات جاگ کر عبادت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور قیامت کے دن اس کا دل زندہ رہے گا۔

شبِ عید کو آج ہمارے گھر، گلیاں اور بازار جو نقشہ پیش کرتے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں محاسبۂ نفس کی اشد ضرورت ہے۔ مزدور اپنی مزدوری لینے کے بجائے شیطانی مشغولیات سے دلوں کو مُردہ کر رہے ہوتے ہیں، اور وہ تمام اجر وثواب جو پورے رمضان المبارک میں سمیٹا ہوتا ہے، ضائع ہو جاتا ہے۔

عیدِ سعید: چند غور طلب پہلو

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عید کے آداب وفضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عید ان کی نہیں جنھوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید اور پکڑ سے بچ گئے۔

عید ان کی نہیں جنھوں نے آج بہت سی خوشبوؤں کا استعمال کیا، عید تو ان لوگوں کی ہے جنھوں نے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے۔

عید ان لوگوں کی نہیں جنھوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھادیں اور بہت سے کھانے پکائے، عید تو ان کی ہے جنھوں نے حتی الامکان نیک بننے کی کوشش کی اور نیک بنے رہنے کا عہد کیا۔

عید ان کی نہیں جو دنیاوی زینت کے ساتھ نکلے، عید تو ان کی ہے جنھوں نے تقویٰ وپرہیزگاری کو زادِ راہ بنایا۔

عید ان کی نہیں جنھوں نے عمدہ عمدہ سواریوں پر سواری کی، عید تو ان کی ہے جنھوں نے گناہوں کو ترک کردیا۔

عید ان کی نہیں جنھوں نے اعلیٰ درجے کے فرش (قالینوں) سے اپنے مکانوں کو آراستہ کرلیا، عید تو ان کی ہے جو دوزخ کے پُل سے سلامتی کے ساتھ گزر گئے۔

عید ان کی نہیں جو کھانے پینے میں مشغول ہوگئے، عید ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کیا۔

اللہ رب العزت اُمت مسلمہ کو حقیقی عید سے بہرہ یاب فرمائے۔ آمین!

❖❖❖